پاکستان میں زکوٰۃ آرڈیننس ۱۹۸۰ء کا نفاذ۔۔ایک جائزہ

سعدیہ گلزار *

ABSTRACT:

Islam is a complete code of life which offers its own Social, Political and Economic Systems, to guide humans in all the spheres of life. Zakaat is an important tool of fiscal policy in the Economic System of Islam. It is an important source of providing economic protection, alleviation of poverty and fair distribution of wealth. In Pakistan attempts were made in 1980 to implement the Zakaat and usher Ordinance, to get these objectives. However, some aspects in the implementation of this ordinance are debatable and need to be revised. This article analyzes the implementation of Zakaat ordinance and related issues.

زکوٰۃ اسلامی مالیاتی پالیسی کا اہم آلہ ہے، جس کا استعمال معاشی استحکام کے لیے ناگزیر ہے۔نظام زکوٰۃ کے نفاذ سے نہ صرف اللہ کی رضا کا حصول ممکن ہے بلکہ معاشی خوشحالی بھی ممکن ہے۔اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق کو، اللہ کا نائب ہونے کی حیثیت سے اس کو ضرورت مندوں کی کفالت پر خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔حاکم ریاست کی ذمہ داری ہے وہ زکوٰۃ کو سرکاری سطح پر جمع کروا کے مستحقین میں تقسیم کروائے۔اس بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (۱)

''یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام امور کا انجام تو اللہ کریم ہی کے اختیار میں ہے۔''

اسلامی تعلیمات کی رُو سے زکوٰۃ کو امرا کے لیے فرض اور غربا کا حق قرار دیا گیا ہے۔اس بارے میں ارشاد ربانی ہے:

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (۲)

''اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور محروم لوگوں کا حق ہے۔''

امرا کی آمدنی میں غربا کا حصّہ مقرر کر کے اجتماعی نظام کفالت کا اہتمام کیا گیا ہے۔زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کیے گئے۔اگر زکوٰۃ کی رقم مستحقین میں عادلانہ تقسیم ہو تو غربا کو بنیادی ضرورت کی اشیا مہیا ہو سکتی ہیں اور ان کا معیار زندگی بہتر ہو سکتا ہے۔جس سے ان کی معاشی خوشحالی ممکن ہے، نیز معاشرہ ارتقا پذیر ہوتا ہے۔

* لیکچرار: شعبہ اسلامیات، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور برقی پتا: Salam_pak33@yahoo.com

تاریخ موصولہ: ۱۵/ اپریل ۲۰۱۲ء

شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک: زکوٰۃ نظام مدنیت کو بہتر طریقے پر قائم رکھتی ہے کیونکہ معاشرے میں کمزور، اپاہج اور حاجت مند لوگ ہوتے ہیں اور کچھ آفات سماوی وارضی سے متاثر ہوتے ہیں۔ اگر ان کی ضروریات پوری نہ کی جائیں تو اس کا نتیجہ پوری قوم کی ہلاکت ہے۔(۳)

اسلام زکوٰۃ کے ذریعے دولت کی منصفانہ تقسیم کرتا ہے، زکوٰۃ اور صدقات کا مقصد ہی دولت کو امراء سے غرباکی طرف منتقل کرنا ہے، تاکہ معاشی تفاوت میں کمی آئے اور زر گردش میں رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ(۴)

''تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ ہی میں یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے۔''

دولت کی منصفانہ تقسیم سے معاشرے کے نچلے طبقے کی ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں۔ اس سے اشیائے صرف کی طلب بڑھتی ہے، صنعت کاروں کو سرمایہ کاری کی ترغیب ملتی ہے، وہ سرمایہ کاری میں اضافہ کرتے ہیں۔ صنعتی ترقی کے ساتھ روزگار کے مواقع بھی بڑھتے ہیں۔ سرمایہ کاری کا ماحول بنتا ہے اور معیشت خوشحالی کے راستے پر گامزن ہو جاتی ہے۔

اگر افراد اپنی آمدن کو عرصہ قلیل میں زیادہ بچانا شروع کر دیں اور کم خرچ کریں تو اشیائے صرف کی طلب کم ہو جاتی ہے، آجرین اشیا کی طلب میں کمی کے باعث، پیداوار کم کر دیتے ہیں، جس سے بے روزگاری پھیلتی ہے اور معاشی سرگرمیاں متاثر ہوتی ہیں۔ زکوٰۃ سے دولت گردش میں رہتی ہے اور صرف کا معیار بھی بہتر ہوتا ہے۔ معیشت میں بچتوں میں اضافہ اور سرمایہ کاری میں کمی کا مسئلہ درپیش نہیں ہوتا ہے۔ اس سے معاشی نمو ہوتی رہتی ہے۔

درحقیقت اسلام معاشی ترقی کا خواہاں ہے۔ زکوٰۃ انسان کی روح کے تزکیہ کا اہم ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم(۵)

''اے نبیؐ، ان کے اموال میں سے زکوٰۃ وصول کیجئے، ان کو پاک کرنے اور ان کے تزکیہ کے لیے۔''

تزکیہ سے مراد دل کو مال کی محبت سے پاک کرنا ہے۔ شاہ ولی اللہ کے نزدیک زکوۃ کا ایک مقصد تزکیہ نفس ہے۔ زکوۃ کی عدم ادائیگی کا حقیقی سبب انسان کا حرص اور بخل ہے جو کہ قبیح ترین خلق ہے اور یہ انسان کے عذاب کا موجب ہے جب کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے بخل ختم ہوتا ہے اور یہ آخرت کے لیے بہتر ہے۔ اگر آدمی سلیم الفطرت ہے تو کسی کو محتاج دیکھ کر اس کے دل میں طبعاً رقت پیدا ہوتی ہے۔ اگر اس میں یہ خصلت نہ پائی جائے تو اس کے دین میں رخنہ ہے، اس کا انسداد ضروری ہے۔(۶)

اگر عصر حاضر میں ملکی سطح پر نظام مالیات کا جائزہ لیا جائے تو سود پر مبنی ہے۔ سودی نظام نہ صرف قوموں کی معاشی بدحالی کا سبب ہے بلکہ معاشرے سے محبت واخلاص کے جذبات کو بھی ناپید کر رہا ہے۔ اسلام میں سود کے متبادل زکوٰۃ کو متعارف کروایا گیا ہے۔ یہ بات واضح بیان کی گئی ہے سود کا معاملہ کرنے سے مالوں میں بڑھوتی نہیں ہوتی بلکہ زکوٰۃ دینا مال میں اضافہ کا باعث بنتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ(۷)

''تم سود دیتے ہو اس غرض کے لیے کہ یہ لوگوں کی دولت بڑھائے دراصل اللہ کے نزدیک اس سے دولت نہیں بڑھتی، البتہ جو زکوٰۃ تم محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے دیتے ہو، وہ دوگنی چوگنی ہوتی چلی جاتی ہے۔''

نظام مالیات کی دوسری بڑی خرابی ٹیکسوں کا نظام ہے۔ غیر ضروری ٹیکسوں کی بھرمار نے صارفین کو مشکلات کا شکار کردیا ہے۔ اسلام زکوٰۃ اور صدقات کے نظام کو رائج کرتا ہے۔ زکوٰۃ کو فرض قرار دینے کے ساتھ غریبوں کا حق قرار دیا۔ تاکہ غریبوں کی عزت نفس برقرار رہے۔

پاکستان کی تاریخ میں جنرل ایوب خان کے دور میں معاشی پالیسیوں کی وجہ سے دولت صرف بائیس خاندانوں میں مرتکز ہوکر رہ گئی۔ اگر ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کی جاتی تو معاشی ناہمواریوں میں کمی آتی۔ عصر حاضر میں یہ خاندان پچاس سے زائد ہوگئے ہیں۔ ایک طبقہ عیش و عشرت کی زندگی گزار رہا ہے جب کہ دوسرا طبقہ بنیادی ضروریات زندگی سے بھی محروم ہے۔ اخبارات میں بھوک کی وجہ سے خودکشی کے واقعات عام ملتے ہیں۔ اگر نظام زکوٰۃ کو نافذ کردیا جائے تو منصفانہ تقسیم دولت کی وجہ سے معاشی خوشحالی ممکن ہے۔ تاریخ میں جنرل ضیاء الحق کا زکوٰۃ آرڈیننس ۱۹۸۰ء پاکستان میں نظام زکوٰۃ و عشر کے قیام کی طرف پہلا قدم تھا۔

۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ (۱۰ فروری ۱۹۷۹ء) کو صدر نے اسلامی معاشی نظام رائج کرنے کے ایک سہ سالہ منصوبے کا اعلان کیا۔ ۲۴ جون ۱۹۷۹ء کو زکوٰۃ کا تنظیمی آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء نافذ کیا گیا۔ زکوٰۃ آرڈیننس کو زکوٰۃ و عشر آرڈیننس بھی کہا جاسکتا ہے۔ بعد ازاں زکوٰۃ و عشر کے مسودہ پر غور و خوض کے بعد زکوٰۃ و عشر آرڈیننس مجریہ ۲۰ جون ۱۹۸۰ء بمطابق ۶ شعبان ۱۴۰۰ھ کو نافذ کیا گیا۔ پہلے آرڈیننس کے تحت قائم کیے گئے ادارے بحال رکھے گئے اور اس کی تمام شقیں من وعن برقرار رکھی گئیں۔ زکوٰۃ و عشر آرڈیننس کے حوالے سے یہ واضح تھا اس کا اطلاق صرف پاکستانی مسلم شہریوں، کمپنیوں اور ایسوسی ایشن پر کیا جائے گا۔(۸)

ذیل میں زکوٰۃ و عشر آرڈیننس کے اطلاق کا جائزہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تفصیل سے لیا جائے گا۔

۱۔ نصابِ زکوٰۃ:

زکوٰۃ آرڈیننس میں نصاب زکوٰۃ کو بھی واضح کیا گیا۔ چاندی ۶۱۲:۳۲ گرام یا اس کے برابر نقدی یا سامان تجارت پر زکوٰۃ کی کٹوتی کی جائے گی اور سونے کا نصاب ۸۷:۴۸ گرام مقرر کیا گیا(۹)۔ تاہم ۸۰ء کی دہائی سے بینکوں میں رکھی گئی امانتوں پر زکوٰۃ کی کٹوتی کے لیے چاندی کے نصاب کا اعتبار کیا گیا۔ اسی طرح مویشیوں کا نصاب شریعت کے مطابق رکھا گیا۔ سونا، چاندی اور مویشیوں کے علاوہ گیارہ اثاثوں پر زکوٰۃ کی کٹوتی ۲ء۵ فیصد شرح سے کی جاسکتی ہے، جن میں سیونگ بینک اکاؤنٹ، نوٹس ڈیپازٹ رسیدیں اور اکاؤنٹ، فکسڈ ڈیپازٹ رسیدیں، سیونگ سرٹیفکیٹ، N.I.T یونٹس،

ICP میوچل فنڈز، گورنمنٹ کے تمسکات، سالیانے، کمپنیوں کے حصص، زندگی کی بیمہ پالیسیاں اور پراویڈنٹ فنڈ۔(۱۰)

عُشر کے حوالے سے واضح تھا ہر زمیندار، ضامن، الاٹی، پٹے دار اور ٹھیکیدار سے لازمی طور پر وصول کیا جائے گا۔کاشتکاروں کو رعایت دی گئی کہ بارانی علاقوں سے فصل کا عشر دس فیصد کی بجائے پانچ فیصد لازماً اور پانچ فیصد رضا کارانہ طور پر ادا کرنے کی رعایت دی گی (۱۱)۔عشر کا نصاب پانچ وسق مقرر کیا گیا۔پانچ وسق کے برابر جو رقم ہوگئی اس پر بھی عشر لاگو کیا گیا(۱۲)۔عشر کا نصاب شریعت کے مطابق تھا۔عشر نقدی کی صورت میں جمع کیا جائے گا۔صوبائی کونسل کے مطابق اگر کاشت کار کے پاس گندم یا دھان ہو تو وہ اجناس کی صورت میں بھی عشر ادا کر سکتا ہے(۱۳)۔صاحب نصاب کو اختیار دیا گیا کہ وہ لوکل زکوٰۃ فنڈ میں عشر کی رقم جمع کروائے یا مستحقین میں تقسیم کر دے۔(۱۴)

زکوٰۃ آرڈیننس کے مطابق عشر کا ہر ٹھیکیدار، زمین دار، الاٹی اور پٹے دار سے لازمی طور پر وصول کرنا شرعی اصولوں کے مطابق ہے۔شریعت میں بھی عشر کا نصاب پانچ وسق ہے۔گندم یا دھان کے علاوہ دیگر زرعی اجناس میں صاحب عشر کو اختیار ہونا چاہیے، چاہے تو زرعی اجناس بطور عشر دے دے، چاہے تو اجناس کی فروخت کاری کے بعد نقد ادائیگی کر دے۔ اگر صرف نقد ادائیگی بھی لی جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ عصرِ حاضر میں زرعی اشیا کی خرید وفروخت زیادہ سہل اور بڑے پیمانے پر ہوتی ہے، اگر مستحقین کو نقد ادائیگی کی جائے تو وہ ضرورت کی اشیا خرید سکتے ہیں۔

۸۰ء میں عشر مقامی سطح پر جمع کیا جاتا تھا۔لیکن بعد کے ادوار میں سرکاری سطح پر عشر کی وصولی میں کمی آئی۔اگر حکومتی سطح پر عشر جمع نہ کیا جائے تو شرعی بنیادوں پر ہر زمیندار کو عشر ادا کر دینا چاہیے۔اس سے مقامی لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی رہیں گئی۔پاکستان کی جی ڈی پی میں زراعت کا حصّہ تمام شعبوں سے زیادہ ہے۔اگر ہر زمیندار اپنی زرعی پیداوار میں سے شریعت کی حقیقی روح کے مطابق عشر ادا کرے تو زراعت پر زرعی ٹیکس کی ضرورت ہی باقی نہ رہے اور اس سے اتنی مقدار میں وصولی ہو سکتی ہے، جس سے علاقائی ضرورت کے علاوہ دیگر علاقوں میں رقم منتقل کی جا سکتی ہے۔نیز غربت میں کمی آئے گی، لوگوں کی مالی حالت بہتر ہوگی اور معاشرتی جرائم اور برائیوں کا بھی خاتمہ ہوگا۔

۲۔ زکوٰۃ کی کٹوتی کے لیے مال واجبہ پر سال گزارنے کی لازمی شرط:

شریعت کی رُو سے زکوٰۃ کی کٹوتی کے لیے مال واجبہ پر سال گزارنے کی لازمی شرط ہے۔تاہم، بینک صاحب نصاب کے لیے سال کو مدنظر نہیں رکھتے اگر کسی نے رمضان سے چند دن پہلے بھی رقم جمع کروائی، اگر یہ چاندی کے نصاب کے مطابق ہو تو زکوٰۃ کاٹ لی جاتی ہے۔یہ طریقہ شریعت کے مطابق نہیں ہے کیونکہ مال پر زکوٰۃ کے لیے ایک سال کا گزرنا شرط ہے۔حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

لا زكوٰة في مال، حتى يحول عليه الحول (۱۵)

’’کسی مال میں بھی اس وقت تک کوئی زکوٰۃ نہیں جب تک اس پر سال نہ گزر جائے۔‘‘

بینکوں کو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس میں سال گزرنے کا لحاظ رکھا جائے۔مولانا تقی عثمانی نے اس سلسلے میں تجویز دی تھی کہ جو شخص یہ ثابت کر دے کہ تاریخ زکوٰۃ کے دن اس کی جملہ مملوکات کو نصاب کی مقدار تک پہنچے ہوئے پورا سال نہیں گزرا،اس کے مذکورہ اثاثوں سے زکوٰۃ وصول نہیں کی جائے گی۔(۱۶)

۳۔ فقہ جعفریہ اور مسئلہ زکوٰۃ:

زکوٰۃ آرڈیننس کی رُو سے فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو ان کے عقیدے کے مطابق زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔اس آرڈیننس میں واضح طور پر یہ شقیں موجود تھیں،جن کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

دو گواہیاں ضروری ہیں جو کہ کسی شخص کے مسلمان ہونے اور تسلیم شدہ فقہ کی پیروی کرنے کو ثابت کریں،جس کا اس نے دعویٰ کیا ہو۔(۱۷)

کسی بھی شخص کی درخواست پر فیڈرل شریعت کورٹ فیصلہ کر سکتی ہے کہ اس کا فقہی دعویٰ درست ہے کہ نہیں۔(۱۸)

اس آرڈیننس میں یہ دفعہ رکھی گئی کہ جس شخص کی زکوٰۃ اس کے مسلک کے اعتبار سے غلط کٹ گئی ہو وہ ایک حلف نامہ داخل کر کے کاٹی ہوئی زکوٰۃ واپس لے سکتا ہے یا آئندہ زکوٰۃ سے اپنے آپ کو مستثنیٰ کرا سکتا ہے۔(۱۹)

ان شقوں کی رو سے فقہ جعفریہ کو زکوٰۃ کی ادائیگی میں چھوٹ دی گئی کیونکہ اس مسلک کے افراد خمس ادا کرتے ہیں،ان کے لیے ضروری ہے جو مال ان کی ضرورت سے زائد ہو اُس میں سے زندگی میں ایک مرتبہ صدقہ ادا کریں۔لیکن زکوٰۃ اسلام کے مالیاتی نظام کا ایک اہم حصّہ ہونے کے ساتھ دین کا بھی رکن ہے،اس کی ادائیگی دینی فریضہ کا حکم رکھتی ہے۔آیت قرآنیہ کی رُو سے اسلامی مملکت میں حکمران کا فرض ہے وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کو لازم بنائے (۲۰)۔حضرت ابوبکرؓ کے دور میں جب بعض قبائل نے کلمہ کا اقرار کرنے کے باوجود زکوٰۃ دینے سے انکار کیا،تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا:

> **واللّٰہ لأقاتلن من فرّق بین الصّلاۃ والزکاۃ، فان الزّکاۃ حق المال، واللّٰہ! لو منعونی عناقا کانوا یؤدونھا الی رسول اللّٰہؐ لقا تلتھم علی منعھا. قال عمرؓ. فواللّٰہ! ماھو الا أن شرح اللّٰہ صدر أبی بکرؓ، فعرفت انہ الحق.** (۲۱)
>
> خدا کی قسم میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک وہ نماز اور زکوٰۃ میں فرق کریں گے اور بیشک زکوٰۃ مال کا حق ہے۔خدا کی قسم اس وقت تک جہاد کروں گا جب تک وہ بکری کی رسی بھی نہیں دیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دیا کرتے تھے۔حضرت عمرؓ نے فرمایا،خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کا سینہ کھول دیا پس انہوں نے حق کو پہچان لیا۔

اول تو اسلامی ریاست میں رہنے والے تمام افراد پر زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہے۔اس لیے فقہ جعفریہ کو بھی زکوٰۃ لازمی طور پر ادا کرنی چاہیے۔حکومت کو چاہیے زکوٰۃ کی ادائیگی لازم کر دیں۔اگر فقہ جعفریہ کو زکوٰۃ ادائیگی میں رعایت دی

جاتی ہے تو ان پر زکوٰۃ کے نصاب کے برابر فلاحی ٹیکس کو لازم کیا جائے۔اس بارے میں مولانا محمد رفیع عثمانی لکھتے ہیں: اس سے عام مسلمان بھی فقہ جعفری کے بعض مراکز اور امام بارگاہوں کے مرتب اور تصدیق شدہ اسٹامپ پیپرز کے ذریعے اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کر کے خود کو زکوٰۃ وعشر سے مستثنیٰ کرا لیتے ہیں۔اس دفعہ کی ترمیم میں لکھتے ہیں: جو لوگ اپنے مذہب کی وجہ سے زکوٰۃ آرڈیننس کے تحت زکوٰۃ ادا نہ کریں، ان سے ایک فلاحی ٹیکس وصول کیا جائے گا جو زکوٰۃ اور عشر آرڈیننس میں بیان کردہ شرح کے مطابق ہوگا، تاکہ کسی شخص کو زکوۃ سے جان چھڑانے کا کوئی راستہ اور نظام زکوٰۃ کو ناکام یا کمزور کرنے کا موقعہ نہ ملے (۲۲)۔نور محمد غفاری کا موقف ہے فقہ جعفریہ کے عقیدے کے مطابق ان سے خمس وصول کرنا چاہیے۔(۲۳)

۱۹۸۰ء سے لے کر عصر حاضر تک فقہ جعفریہ پر فلاحی ٹیکس عائد نہیں کیا گیا اور نہ ہی خمس وصول کیا گیا ہے۔اگر فلاحی ٹیکس عائد کیا جائے تو اس سے زکوٰۃ سے بچنے کے جعلی ذریعے کا سد باب کیا جا سکتا ہے اور ضرورت مندوں کی ضروریات کے لیے کثیر سرمایہ بھی میسر آسکتا ہے۔بہتر حل یہ ہے کہ بینک کے نظام زکوٰۃ میں بہتری لائی جائے تاکہ اجتماعی سطح پر زکوٰۃ کو جمع کر کے مستحقین کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے۔صاحب نصاب مسلمان کے اکاؤنٹ سے زکوٰۃ اور فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والوں کے اکاؤنٹ سے شرح زکوٰۃ کے مساوی فلاحی ٹیکس کی کٹوتی کی جائے۔

۴۔ زکوٰۃ کی عدم ادائیگی اور عادت بخل کا علاج:

عصر حاضر میں بینک نے حلف نامہ کا طریقہ متعارف کروایا ہے۔یکم رمضان سے پہلے حلف نامہ جمع کروا کے زکوٰۃ سے بچا جا سکتا ہے۔دو قسم کے لوگ اس کو استعمال میں لاتے ہیں ایک وہ جو مصارف زکوٰۃ سے مطمئن نہیں ہوتے اور خود زکوۃ ادا کرتے ہیں۔دوسرے مال کی محبت میں ڈوبے ہوئے لوگ جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچنا چاہتے ہیں۔آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان فطرتاً مال و دولت کا حریص ہے۔آیت قرآنی کی رو سے سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان زدہ گھوڑوں کی محبت لوگوں کے لیے مزین کردی گئی ہے (۲۴)۔احادیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مطابق انسان طبعاً لالچی اور دنیا کا حریص ہے۔ابن آدم کے بوڑھا ہونے کے باوجود مال و دولت اور طویل عمر کی حرص جوان رہتی ہے (۲۵)۔اگر ابن آدم کو سونے کی دو وادیاں بھی مل جائیں تو تیسری کی خواہش کرے گا، ابن آدم کا پیٹ تو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے۔(۲۶)

قرآن مجید میں جائز طریقوں سے حاصل شدہ دولت کو جمع کر کے روک رکھنے کی سخت مذمت کی گئی ہے۔بخل اخلاقی برائی ہے اور آیت قرآنیہ کی رُو سے جو شخص عادت بخل سے بچتا ہے، وہی فلاح پانے والا ہے (۲۷)۔نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے مطابق بخل مومن کی صفت نہیں ہو سکتی (۲۸)۔حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں سخی اور بخیل کی مثال لوہے کی زرہ پہنے ہوئے شخص سے دی گئی ہے، سخی جب صدقہ کرتا ہے تو زرہ کشادہ ہو جاتی ہے، یعنی اس کا دل کشادہ ہو جاتا ہے۔جب کہ بخیل کی زرہ تنگ ہو جاتی ہے یعنی اس کی کنجوسی مال خرچ کرنے پر آمادہ نہیں کرتی (۲۹)۔اسلامی تعلیمات کی رو سے خرچ کرنے والے سے حسد (رشک) جائز ہے۔(۳۰)

گویا ابن آدم مال و دولت کی حرص رکھتا ہے۔ مال و دولت کی محبت کو رضا الٰہی اور اخروی اجر و ثواب کے حصول کے لیے، اللہ کی راہ میں خرچ کر کے کم کیا جا سکتا ہے۔ دنیا کی زندگی عارضی ہے حقیقی ٹھکانہ اللہ کے پاس ہے۔ اہل ایمان کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے دل کو مذہب کی ابدی اقدار، باقی رہنے والی آخرت اور اللہ الحي القیوم کی طرف متوجہ کر دے۔ دنیاوی زندگی کو عارضی سمجھنے والا مادہ پرست اور مفاد پرست نہیں ہوتا، بلکہ ایسا شخص مومن کہلاتا ہے جو بخل کو چھوڑ کر اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی عدم ادائیگی پر جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ (۳۱)

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم بخل سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ بخل کی وجہ سے دولت چند لوگوں کے ہاتھوں میں مرتکز ہو کر رہ جاتی ہے۔ اگر خون صرف دل میں مرتکز ہو کر رہ جائے تو انسان کی موت واقع ہو سکتی ہے۔ زندگی کو قائم رکھنے کے لیے گردش خون ضروری ہے۔ اسی طرح معیشت دولت کی گردش سے ترقی کی طرف گامزن ہوتی ہے۔ اگر دولت کو دبا کر رکھ دیا جائے تو معیشت کو تنزلی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان ترغیبات اور وعید کی روشنی میں ایک مسلمان اپنے مال کو پاک کر کے خود کو جہنم کی آگ سے بچا سکتا ہے۔

۵۔ زکوٰۃ فنڈ کا استعمال:

زکوٰۃ آرڈیننس کی رُو سے یتیموں، بیواؤں، معذور افراد، دینی مدارس، تعلیمی اور ووکیشنل ادارے، عوامی فلاح و بہبود کے اداروں، ہسپتالوں، خیراتی اداروں اور دیگر صحت عامہ کی سہولیات فراہم کرنے والے اداروں کو زکوٰۃ کی رقم دی جائے گئی (۳۲)۔ قدرتی حالات سے متاثر افراد کو مثلاً سیلاب اور زلزلے سے متاثرین کی آبادکاری کے لیے، نیز زکوٰۃ کو اکٹھا کرنے کے اخراجات اور زکوٰۃ وعشر کے انتظامی اخراجات پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جا سکتی ہے (۳۳)۔ مرکزی کونسل اور ڈویژنل انتظامیہ کے اخراجات وفاقی حکومت فراہم کرے گی۔ چیف ایڈمنسٹریٹر کی انتظامی تنظیم، صوبائی کونسل اور ضلعی کمیٹی کے اخراجات صوبائی حکومت فراہم کرے گی۔ سالانہ بجٹ میں زکوٰۃ کے انتظامی امور کے لیے دس فیصد سے زائد رقم مختص نہیں کی جائے گی۔ (۳۴)

زکوٰۃ آرڈیننس کے مطابق زکوٰۃ وعشر کی رقم مستحقین میں تقسیم کی جاتی ہے۔ ہر سال زکوٰۃ کی تقسیم کے لیے مرکزی زکوٰۃ کونسل سے منظوری لی جاتی ہے۔

- فقرا اور مساکین میں بالغ مسلمان کو مدنظر رکھا جاتا ہے جو غربت کی حد سے نیچے زندگی گزار رہا ہو بے روزگار اور بھکاری نہ ہو۔ گزارہ الاؤنس کی حد بھی مقرر کی جاتی ہے۔ (بے روزگار تو زکوٰۃ کا زیادہ مستحق ہے، مدیر)
- لوکل زکوٰۃ کمیٹی مستحق طلبہ کا تعین کرتی ہے۔ اسکول، کالج، یونیورسٹی، پولی ٹیکنیک اور حکومت کے قائم کردہ تعلیمی ادارے یا نجی سطح پر قائم سماجی بہبود یا خیراتی اداروں کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ طلبہ کے لیے ضروری ہے اس رقم کو صرف فیس، کتابوں، اسٹیشنری اور پڑھائی کے مواد کے لیے استعمال کریں۔ (بینکوں کے ذریعہ طلبہ میں صحیح طور پر زکوٰۃ تقسیم نہیں ہوتی، اسے بہتر بنانے کی ضرورت ہے، مدیر)

- ٹیکنیکل تعلیم کے لیے جو بالغ طلبہ غربت کی حد سے نیچے زندگی بسر کر رہا ہو (۱۸ سے ۳۵ سال کی عمر تک) برسر روزگار ہونے تک رقم دی جاتی ہے۔
- دینی مدارس کے طلبہ کو بھی زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ مستحق طلبہ کا تعین لوکل زکوٰۃ کمیٹی کرتی ہے۔
- مختلف ہسپتالوں میں مریضوں کے علاج معالجے کے لیے بھی زکوٰۃ کی رقم کا اجراء کیا جاتا ہے۔ یہ رقم ادویات، طبی علاج، لیبارٹری ٹیسٹ، جنرل وارڈ کے بستروں، مصنوعی ہڈیوں کی خریداری، ایمبولنس کی سہولت اور دیگر سہولیات کے لیے دی جاتی ہے۔
- لڑکیوں کی شادی کے لیے بھی زکوٰۃ کی رقم جاری کی جاتی ہے۔ مستحق عورت کا تعین لوکل زکوٰۃ کمیٹی کرتی ہے۔(۳۵)

زکوٰۃ دیتے وقت آٹھ مصارف ملحوظ رکھنے ضروری ہیں، زکوٰۃ کے آٹھ مصارف کا تعین آیت قرآنیہ سے واضح طور پر ہوتا ہے۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاء وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللّهِ وَاللّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ(۳۶)

''یقیناً صدقے صرف فقیروں کے لیے، مساکین کے لیے، اور ان کو وصول کرنے والوں کے لیے، تالیف قلب کے لیے، گردنیں چھڑانے، قرض داروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے، اللہ کی طرف سے فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ علم والا اور بہت حکمت والا ہے۔''

زکوٰۃ رفاہ عامہ کے کاموں اور این جی اوز کو نہیں دی جاسکتی۔ بشرطیکہ فلاح و بہبود کے اداروں کے سامنے زکوٰۃ کا صحیح معنوں میں مستحق شخص آجائے، تو اُس کو دی جاسکتی ہے۔ اسی طرح سیکولر نظام تعلیم کو پروان چڑھانے والے اداروں میں نہیں دی جاسکتی۔ ہسپتالوں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے لیکن یہ تسلی کرنا ضروری ہے کہ زکوٰۃ کی رقم سے فقرا اور مساکین کا ہی علاج کیا جائے، نہ کہ امرا اور سیاسی طبقہ اپنے اثر و رسوخ سے علاج کے لیے زکوٰۃ کی رقم کو زیر استعمال لا رہا ہو۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

لاحظّ فیھا لغنيّ ولا لقوي مکتسب(۳۷)

''زکوٰۃ میں مال دار شخص کا کوئی حق نہیں، نہ ہی کسی قوی، کمانے کی صلاحیت والے کے لیے۔''

اس حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے واضح ہوتا ہے، صاحب حیثیت زکوٰۃ کا مال استعمال میں نہیں لاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف میں تبدیلی بھی نہیں لائی جاسکتی کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے متعین کردہ ہیں۔

جہاں تک لڑکیوں کی شادی کے حوالے سے زکوٰۃ کی رقم کا تعلق ہے اسے حقائق کی روشنی میں دیکھنا ہوگا۔ نئے جوڑے کو گھر کی تیاری کے لیے زکوٰۃ کی رقم دینا جائز ہے۔ اس میں یہ بھی دیکھا جائے گا غریب کی غریب سے شادی ہو رہی ہے۔ گھر کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ کی رقم دینے میں شرعاً قباحت نہیں ہے۔ تاہم غیر شرعی کاموں کے لیے دینا جائز نہیں۔

اصلاح کے لیے تجاویز:

نظام زکوٰۃ کو بہتر بنانے کے لیے چند تجاویز حسب ذیل ہیں:

- زکوٰۃ کے وصولی کے نظام کو بہتر بنانا ضروری ہے۔زکوٰۃ امیر لوگوں سے لازمی طور پر وصول کی جائے۔بہت سے افراد زکوٰۃ سے بچنے کے لیے مختلف طریقے تلاش کرتے ہیں۔مثلاً بہت سے لوگ یکم رمضان سے پہلے حلف نامہ جمع کروا کے زکوٰۃ کی ادائیگی سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔اسی طرح شیعہ حضرات بھی زکوہ ادا نہیں کرتے، کچھ لوگ خود کو جعفریہ مسلک کا لکھوا کر زکوٰۃ کی ادائیگی سے بچ جاتے ہیں۔لوگوں کے اس رویے میں اصلاح کی ضرورت ہے۔یہ احساس پیدا کرنا ضروری ہے زکوٰۃ دین اسلام کا رکن ہے اور مذہبی بنیاد پر فرض کی گئی ہے۔اس کی عدم ادائیگی سے مال ناپاک رہتا ہے اور آخرت کا عذاب بھی ہے۔(زکوٰۃ کے نظام کو کامیاب بنانے کے لیے سب سے اہم قدم یہ ہے کہ لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ زکوٰۃ کے نظام کو چلانے والے امانت دار اور دیانت دار ہیں، مدیر)
- علماء کرام نے شیعہ حضرات پر شرح زکوٰۃ کے برابر فلاحی ٹیکس عائد کرنے کی تجویز دی تھی مگر آج تک اس پر عمل نہیں ہو سکا۔اس تجویز پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔
- مویشیوں اور اموال تجارت پر بھی زکوٰۃ کی کٹوتی ہونی چاہیے۔ہر سال زکوٰۃ کی وصولی کے لیے ضلعی زکوٰۃ کونسل کے تحت جمع کی جاسکتی ہے۔اگر حکومتی سطح پر اقدامات نہیں کیے جا رہے تو افراد کو انفرادی سطح پر زکوٰۃ کی ادائیگی ممکن بنانی چاہیے۔
- بینکوں میں نصاب کے لیے ایک سال کی مدت کو بھی مدنظر نہیں رکھا جاتا۔رمضان المبارک سے پہلے جمع شدہ رقم پر بھی زکوٰۃ کاٹی جاتی ہے جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔بینکوں کو سال کے گزرنے کی شرط کو پورا کرنا چاہیے۔
- تقسیم کار کے نظام میں بہتری کی ضرورت ہے۔اس کو وصول کرنے والے اگر دوسروں تک نہ پہنچائیں اور خود آپس میں ہی بانٹ لیں اور اس رقم کو ان مقاصد کے لے استعمال نہ کریں جن کے لیے کرنی ضروری ہے تو ظاہر ہے کہ غربت کی شرح میں کمی نہیں اضافہ ہوگا۔مستحقین زکوٰۃ کے بارے میں تسلی کر لینا ضروری ہے۔بعض اوقات ایسے طلبہ کو بھی زکوٰۃ کی مد سے رقم دے دی جاتی ہے جو کہ مستحقین کے زمرے میں نہیں آتے اور وہ اس رقم کو جیب خرچ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔طلبہ کے رویے کی اصلاح کی ضرورت ہے نیز محکمے کی ذمہ داری ہے کہ ان کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کریں۔
- بعض اوقات یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ زکوٰۃ تقسیم کرنے والا عملہ زکوٰۃ کی رقم خود اپنے رشتہ داروں پر ہی خرچ کرتا ہے اور اس کو مستحقین تک نہیں پہنچاتا۔حکومت کو چاہیے کہ زکوٰۃ کی تقسیم کے نظام کو ایسی بنیادوں پر استوار کرے کہ اس میں گھپلے کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔اگر حکومت ہر حلقے کی مسجد کو اس کام کے لیے منتخب کرے تو زیادہ بہتر ہے۔اور اس کے ساتھ ساتھ چند معززین بھی شامل ہوں جو کہ امانتدار اور دیندار ہوں ان معززین کو منتخب کرنے کا یہ فائدہ ہوگا کہ ان میں سے کوئی بھی صرف اپنے رشتہ داروں کو نہ نواز سکے گا۔حکومت اس طرح کو نسلروں کی سطح تک بہتری لائے اور تقسیم کار کے نظام کو بہتر بنائے۔

- جس طرح شادی کے لیےلڑکیوں کی زکوٰۃ کی رقم سے مدد کی جاتی ہے،اسی طرح اگر لڑکے والے غربا اور مساکین میں شامل ہوں تو ان کی بھی مالی مدد کی جانی چاہیے۔
- زکوٰۃ کی رقم اتنی ہونی چاہیے جس سے غربا کی ضروریات احسن طریقے سے پوری ہوسکیں۔
- تقسیم زکوٰۃ کے وقت نمود و نمائش سے اجتناب کرنا چاہیے۔

مراجع وحواشی

(۱) الحج۲۲:۴۱　(۲) الذٰریٰت۵۱:۱۹

(۳) شاہ ولی اللہ،احمد بن عبدالرحیم،ابوالفیاض (م۱۱۷۶ھ)،حجۃ اللہ البالغۃ،ج۲،ص۷۰،(ط۔الثانیۃ)،بیروت (لبنان): دارالمعرفۃ، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء　(۴) الحشر۵۹:۷　(۵) التوبۃ۹:۱۰۳　(۶) حجۃ اللہ البالغۃ،۲/۷۰۔۶۹

(۷) الروم۳۰:۳۹　(۸) Zakat Ordinance 1980,1(2)　(۹) Ibid,2(xva)

(۱۰) Ibid, First Schedule, 1-11　(۱۱) Ibid,5(1)　(۱۲) Ibid,5(3)

(۱۳) Ibid,5(5)　(۱۴) Ibid,5(6)

(۱۵) ابن ماجہ،محمد بن یزید،ابوعبداللہ (م۲۷۳ھ)،السنن،أبواب الزکوٰۃ،باب من استفاد مالاً،۱۷۹۲؛ أبو داود،سلیمان بن اشعث بن اسحاق،السجستانی (م۲۷۵ھ)،السنن،کتاب الزکوٰۃ،باب في زکاۃ السائمۃ،۱۵۷۳

(۱۶) زکوٰۃ وعشر آرڈیننس،ماہنامہ البلاغ،ج:۱۵،ش:۴،ص۱۸،کراچی: دارالعلوم،اگست۱۹۸۰ء

(۱۷) Zakat Ordinance, 1(3) a　(۱۸) Ibid, 1(3) 3A　(۱۹) Ibid, 3(3), C　(۲۰) الحج۲۲:۴۱

(۲۱) بخاری،محمد بن اسماعیل،ابوعبداللہ (م۲۵۶ھ)،،الجامع الصحیح،کتاب الزکاۃ،باب وجوب الزکاۃ،۱۴۰۰؛ أبوداؤد،السنن،کتاب الزکاۃ، باب وجوبھا،۱۵۵۶؛ نسائی،احمد بن شعیب بن علی بن سنان،أبوعبدالرحمٰن (م۳۰۳ھ)،السنن،کتاب الزکاۃ،باب مانع الزکاۃ،۲۴۴۵

(۲۲) زکوٰۃ کا نصاب اور اس کے مصارف،ماہنامہ البلاغ،ج:۱۷،ش:۶،ص۲۳،اپریل۱۹۸۳ء

(۲۳) اسلام کا قانون محاصل،ص۱۶۶،لاہور: دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری　(۲۴) آل عمرٰن۳:۱۴

(۲۵) علي المتقي بن حسام، علاء الدین، الھندی (م۹۷۵ھ)، کنزالعمال، ج۳،ص ۱۸۵، بیروت (لبنان): موسسۃ الرسالۃ، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء　(۲۶) بخاری،الجامع الصحیح،کتاب الرقاق،باب مایتقی من فتنۃ المال،۶۴۳۶

(۲۷) التغابن۶۴:۱۶　(۲۸) ترمذی،محمد بن عیسی بن سورۃ،أبوعیسیٰ (م۲۷۹ھ)،الجامع،ابواب البر والصلۃ،باب ماجاء فی البخل،۱۹۶۲

(۲۹) مسلم،مسلم بن الحجاج،أبوالحسین (م۲۶۱ھ)،الجامع الصحیح،کتاب الزکاۃ،باب مثل المنفق والبخیل،۲۳۶۱؛ بخاری،الجامع الصحیح،کتاب الزکاۃ،باب مثل البخیل والمتصدق،۱۴۴۳؛ نسائی،السنن،کتاب الزکاۃ،باب صدقۃ البخیل،۲۵۴۸،۲۵۴۹

(۳۰) بخاری،الجامع الصحیح،کتاب الزکوٰۃ،باب انفاق المال فی حقہ،۱۴۰۹　(۳۱) التوبۃ۹:۳۴

(۳۲) Ibid, 8(a)　(۳۳) Ibid, 8(b)　(۳۴) Ibid, 8(b),i-iii

(۳۵) Disbursement Procedures of Zakat Programmes, Islamabad: Ministry of Religious Affairs Zakat & Ushr

(۳۶) التوبۃ۱۰:۶۰　(۳۷) ابوداؤد،السنن،کتاب الزکاۃ،باب من یعطی من الصدقۃ وحدّ الغنی،۱۶۳۵